تلخیص و ترجمہ

سوویٹ روس میں عربی زبان و ادب کی تعلیم

المستمع العربی نمبر ۲۲ میں عنوان بالا سے پروفیسر ولاڈ میر مینورسکی کا جو لندن یونیورسٹی میں فارسی کے استاذ ہیں ایک مضمون شائع ہوا ہے ذیل میں اس کا ملخص ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

اگرچہ ۱۹۲۱ء سے روس کے بہت سے داخلی اور سیاسی معاملات روشنی میں آنے لگے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کے علمی اور روحانی کارناموں اور کوششوں کی نسبت ہم کو بہت کم علم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ملک ہم لوگوں سے بہت دور الگ تھلگ ہے۔ ذرائع آمدورفت کی قلت ہے اور یہاں کی زبان سے بھی ہم لوگوں کو بہت کم واقفیت ہے اور سچ یہ ہے کہ اس بعد مسافت کا نقصان ہم اہل مغرب کو اتنا نہیں جتنا کہ خود مستشرقین روس کو پہنچ رہا ہے۔ مغرب سے دور ہونے کے باعث یہ مستشرقین نئے نئے علمی انکشافات اور حفریات (تاریخی آثار کی کھدائی کے کام) کے نتائج سے پورے طور پر باخبر نہیں رہ سکتے۔

لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کی ہمتیں قابل داد ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے بھی استشراق کا کام پہلے اپنے وطن سے اور اس کے متصل علاقوں سے شروع کیا۔ قدیم علمی آثار کی تحقیق اور ان کے انکشاف کے لئے محققین کی جماعتیں سوویٹ روس کی طرف سے بھیجی گئیں جنھوں نے منگولیا۔ ترکستان۔ خوارزم اور قفقاز میں بہت سے پرانے آثار کا پتہ چلایا اور ان کے تاریخی حالات مرتب کئے۔ جہانتک زبانوں کا تعلق ہے۔ سوویٹ روس کی زیادہ تر توجہ منگولی اور مشرقی ترکی۔ اور ایرانی زبانوں کی طرف رہی ہے جو سائبیریا میں بولی جاتی ہیں۔ البتہ عربی زبان و ادب کی تعلیم و تدریس کا یہاں خاص اہتمام ہے اور اس سلسلہ میں روس کے علما کی کوششیں لائق داد ہیں۔

عربی درس وتدریس کے سلسلہ میں پروفیسر اگناتیوس کراتشکفسکی (Krach Kovs Ky.)
ایک گل سرسبد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ موصوف روس کی مجلس علمی کے ممبر ہیں اور علماء مغرب میں کافی روشناس ہیں
۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ سان پٹرسبرگ اور بیروت میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۴ء میں انھوں نے ابوالفرج الوأوأ الدمشقی
پر جو ایک مشہور شاعر ہے۔ ایک رسالہ شائع کیا۔ اور ۱۹۳۶ء میں جبکہ ان کی پروفیسری کو تیس سال ہو چکے تھے
انھوں نے ایک اجتماع کیا اور اس موقع پر ان کی تصنیفات کی ایک فہرست بھی شائع کی گئی جو ۳۰۴ تالیفات
کے ناموں پر مشتمل تھی۔ اس تقریب پر موصوف کے شاگردوں اور دوستوں نے ان کو ایک مجلد کتاب نذر کی
جو ۳۹ مقالات پر مشتمل تھی۔ ان میں سے اکثر مقالات عربی زبان وادب سے متعلق تھے۔

پروفیسر کراتشکفسکی صدر اسلام کے شعراء مثلاً ابوالعتاہیہ۔ ابوالعلاء اور متنبی وغیرہ کے حالات و سوانح اور ان کی شاعری وغیرہ سے متعلق معلومات پر ایک زبردست حجت اور سند سمجھے جاتے ہیں انھوں نے ابوالعلاء معری کا رسالہ "الملائکہ" خود ایڈٹ کرکے اور اس پر تشریحی نوٹ لکھکر شائع کیا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں انھوں نے کتاب البدائع کے نام سے ابن المعتز کا ایک رسالہ مرتب کیا اور انگلینڈ کی مشہور انجمن گب میموریل نے اس کو شائع کیا۔

جدید عربی ادب وزبان کی تحقیق اور اس کے موجودہ رجحانات کی تلاش کے شوق میں موصوف نے تیس سال تک مشرق اور امریکہ کی سیاحت کی اور جہاں کہیں گئے ان کی علمی حیثیت کو تسلیم کیا گیا۔ موصوف کی کئی کتابوں کا ترجمہ جرمنی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ان کا جو مقالہ شامل ہے اس میں انھوں نے اپنے سابق لکچروں کا خلاصہ درج کر دیا ہے۔

پروفیسر موصوف نے روس میں عربی ادب کے درس وتدریس کی تاریخ پر بھی متعدد رسائل تصنیف کیے ہیں۔ ان میں سے ایک رسالہ مصر کے عالم جلیل شیخ محمد عیاد الطنطاوی پر ہے جو اکیس سال تک روس میں سان پٹرسبرگ کی یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر رہ چکے تھے۔ کراتشکفسکی نے پروفیسری کے زمانہ میں کوشش

کی کہ وہ روس میں عربی کے علماء اور فضلاء کی ایک اچھی خاصی جماعت پیدا کردیں۔ چنانچہ انھیں اپنی اس کوشش میں خاطرخواہ کامیابی حاصل ہوئی۔

موصوف کی بیوی میڈم قیر اکراتشفسکی بھی اسلامی مصوری اور آرٹ سے بڑی دلچسپی رکھتی ہیں اور اوراس میں ان کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ جب ان کے شوہر نے "المجموعة الدولیة للنقوش الاسلامیہ" نامی کتاب لکھی تو وہ خود اس کی تصنیف میں برابر شوہر کے ساتھ شریک کار رہیں۔ اسی طرح عربی زبان کی پرانی دستاویزوں اور قدیم مخطوطات کے پڑھنے اور ان کے مشکل مقامات کے حل کرنے میں بھی وہ اپنے شوہر کی وقیع امداد کرتی رہتی ہیں۔ مثلاً انھوں نے اپنے شوہر کی معیت میں ایک اس خط کا سراغ لگایا جو ۹۹ھ میں سغد کے کسی حاکم نے جو سمرقند سے قریب ہے خراساں کے گورنر جراح بن الحکم الثقفی کے نام لکھا تھا۔ اسی علاقہ میں اس خط کا حال میں ہی پتہ چلا ہے اور اس سے طبری کے ان بیانات کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے جو انھوں نے اس زمانہ کے ایشیا رمتوسط کے حوادث و واقعات کے بارہ میں لکھے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے یہ خط بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ اس عربی وثیقہ سے بھی ایک سو سال پہلے کا ہے جو اس سلسلہ میں ایک کھال پر لکھا ہوا اب تک پایا گیا ہے۔

روس کے علماء عربی کی فہرست میں دوسرا مشہور نام پروفیسر کریمسکی (Krimsky.) کا ہے جو جو سالہا سال تک ماسکو میں عربی زبان و ادب کے استاذ رہے ہیں۔ اب آج کل وہ یوکرین کی مجلس علمی کے ممبر ہیں اور انھوں نے اسلامی تاریخ اور عربی ادب اور سامی زبانوں سے متعلق بڑی عمدہ اور متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ روس اور مسلمانانِ روس کو اسلامی علوم و فنون کے ساتھ کتنی گہری دلچسپی ہے۔ پروفیسر کریمسکی کی عمر اس وقت ۷۱ سال ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی ہمت اور حوصلہ کا یہ عالم ہے کہ ابھی حال میں ہی موجودہ جنگ کے شروع ہونے سے کچھ پہلے انھوں نے اپنی ضخیم تصنیف کا پہلا حصہ تمام کیا ہے جو وہ آج کل عربی زبان کے جدید ادب کی تاریخ پر لکھ رہے ہیں۔

سوویٹ یونین کی مجلس علمی نے جو اہم علمی کارنامے انجام دیے ہیں ان میں سے ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ۱۹۳۹ء میں سفرنامہ ابن فضلان کا تقریباً مکمل متن شائع کیا۔ ابن فضلان نے یہ سفر خلیفہ عباسی مقتدر باللہ کے حکم سے ۳۰۹ھ مطابق ۹۲۱ء میں مملکت بلغار کی طرف کیا تھا جو روس میں دریائے والگا کے کنارہ پر واقع ہے۔ ابن فضلان نے اس سفرنامہ میں تفصیل کے ساتھ ان راستوں کا ذکر کیا ہے جو بغداد اور بلغار کے درمیان واقع ہیں اور اس زمانہ کے مشہور وزیر علامہ ابو عبداللہ محمد الجیہانی سے بخارا کے شہر میں اپنی ملاقات کا بھی حال مفصل لکھا ہے۔[1] کوالفسکی (Kovalevsky) نے اس سفرنامہ کا روسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس مجلس نے مصر کے تعلیمی نظام سے متعلق بھی ایک رسالہ شائع کیا ہے۔

روسی علماء عربی کے علاوہ شام کے علماء اور ادبا کی بھی ایک جماعت روس میں آئی تھی اور انھوں نے ایک طویل عرصہ تک یہاں قیام کر کے یونیورسٹیوں میں عربی زبان و ادب پر لکچر دیئے تھے۔ پروفیسر جوزی نے جو باکو کی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں ایک کتاب میں ان عربی مآخذ کا ذکر کیا ہے جو قفقاز میں دستیاب ہوئے ہیں۔ توفیق کزمانے یوکرین کے طلباء عربی کے لئے نحو میں ایک کتاب لکھی اور سالیہ نے اسامہ بن المنقذ کی سیرت کا اور الف لیلہ مکمل کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

میڈم عودہ فسیلیفا (Vasilyeva) نے ایک کتاب شائع کی جس میں عربی زبان کے جدید ادب کے منتخبات جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کا نام کتاب القرأت ہے اور محترمہ نے جگہ جگہ مفرد الفاظ پر مفید تشریحی نوٹ بھی لکھے ہیں۔

---

[1] یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں لفظ بلغار کے ماتحت ابن فضلان کے اس سفر اور اس کے اسباب و دواعی کا ذکر کر کے سفرنامہ کے بعض اقتباسات بھی نقل کئے ہیں۔ ابن فضلان ایک جماعت کے ساتھ گیا تھا جو مقتدر باللہ کے حکم سے بلغار کے بادشاہ اور وہاں کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے باخبر کرنے گئی تھی۔ (برہان)

سوویٹ یونین کو عربی زبان وادب سے جو شغف ہے اس کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۷ء میں اس کے علماء عربی کے دو جلسے (موتمر) منعقد کئے گئے تھے۔ پہلے جلسہ میں ستر علماء نے حصہ لیا اور دوسرا جلسہ مشہور فلسفی ابن سینا کی وفات پر نو سو برس گذرنے کی تقریب کے سلسلہ میں منعقد کیا گیا تھا چنانچہ اس جلسہ میں ابن سینا کی زندگی۔ ان کے علمی کارناموں، طبی نظریات، فلسفہ میں اس کے اجتہادات اور فارسی ادب میں اس کے مرتبہ ومقام پر مقالات پڑھے گئے۔

روس کے علماء عربیت کی توجہ اب زیادہ تر دو علاقوں پر مرکوز ہے ایک داغستان کا علاقہ ہے اور دوسرا بخارا۔ داغستان ایک پہاڑی علاقہ ہے جو بحر خزر کے مغربی ساحل پر واقع ہے اور دربند سے قریب ہی جس کو عرب کے قدیم مورخ باب الابواب کے نام سے جانتے ہیں۔ یہاں جو قبائل آباد ہیں ان میں قریبی زمانہ تک خط وکتابت میں عربی زبان ہی مستعمل ہوتی تھی۔ مگر اب مقامی زبانیں عربی زبان کی جگہ لے رہی ہیں۔

انیسویں صدی کے وسط میں ان سب قبائل نے شیخ شامل نقشبندی کے علم کے نیچے جمع ہو کر غازیوں کی طرح روس کی مقاومت کی اور اس کو اپنے ملک میں گھس آنے سے روکنا چاہا لیکن آخر کار ۱۸۵۹ء میں شیخ کو ہتھیار ڈال دینے پڑے اور ۱۸۶۹ء میں شیخ کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مل گئی جہاں دو برس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اب شیخ مذکور سے متعلق بعض خطوط اور دستاویزات ملی ہیں جن کو پروفیسر کراتشکفسکی ہنکو اور ٹسرٹلی تدریجاً شائع کر رہے ہیں۔

ابھی حال میں اس کا بھی پتہ چلا ہے کہ تقریباً بیس ہزار عرب ہیں جو بخارا کے قریب آباد ہیں اب تک یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ تیمور لنگ نے ان لوگوں کو یہاں لا کر آباد کر دیا تھا لیکن "فولین" نے قدیم تاریخی دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ عرب تیمور لنگ کے عہد سے پہلے بھی ایشیا متوسط میں آباد تھے۔ ان عربوں کی زبان بہت کچھ بگڑ چکی ہے اور اس میں ترکی اور ایرانی زبانوں کے مفرد الفاظ داخل ہو گئے ہیں۔

پروفیسر کراتشکفسکی کے شاگرد یوشمانف (youshmanov) اور ٹسرٹلی نے ان عربوں کی فاسد زبان کا

گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اب تک ان لوگوں کے گمنام رہنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی عورتیں اپنے علاقوں سے بہت کم باہر آتی جاتی ہیں۔ رہے مرد تو ان کی دو زبانیں ہیں ایک مقامی اور دوسری عربی۔ لیکن یہ لوگ جب بازاروں میں آتے ہیں تو بجائے عربی کے مقامی بولی میں بول چال کرتے ہیں۔

بہر حال مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اگرچہ سوویٹ روس عربی ممالک سے الگ اور دور ہے لیکن پھر بھی یہاں کے علماء عربی تہذیب و تمدن اسلامی علوم و فنون اور عربی زبان و ادب سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں اور ان علوم و فنون کی حفاظت ان کو اس درجہ عزیز ہے کہ جب لیننگراڈ کا محاصرہ کیا گیا تھا تو یہاں کی پبلک لائبریری کو بڑے اہتمام کے ساتھ کسی اور محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

(م۔ ح)

حبِ سمین

یہ گولیاں ان لوگوں کے لئے اکسیر ہیں جو آئے دن نزلہ، زکام، کھانسی میں مبتلا رہتے ہیں اور جن کا دماغ اتنا کمزور ہو گیا ہو کہ جہاں ذرا سی بے اعتدالی ہوئی چھینکیں آئیں اور نزلہ نے آدبایا۔ سینہ پر بلغم جم گیا کھانسی ہو گئی اور سانس تنگی سے آنے لگا۔ دماغی کام کرنے والے اگر ان گولیوں کا صرف ایک کورس استعمال کرلیں تو وہ نہ صرف دماغ میں بلکہ اپنے سارے بدن میں ایک نئی زندگی محسوس کریں گے۔

چالیس روز کی دوا کی قیمت للعہ علاوہ محصول

صدیقی دواخانہ۔ نور گنج۔ دہلی